اقوام متحدہ کے تیسرے ملینیم کی ترقیاتی کانفرنس سے

مجاہد اسلام ڈاکٹر محمود احمدی نژاد کا خطاب

انبیاء علیہم السلام اور خصوصی طور پر پیغمبر اسلامؐ، ان کی آل علیہ السلام، ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر ہزاروں سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر محترم، ساتھیو، خواتین وحضرات!

اس میٹنگ میں شرکت کا موقع دیئے جانے کے لئے میں شکر گزار ہوں۔

تاریخ میں بنی نوع انسان کی یہ خواہش رہی ہے کہ امن وامان، رفاقت وروحانیت اور یکجہتی کے ساتھ اس کی زندگی خوشگوار رہے۔

ایک جانب جہاں چند ہزار برسوں کے شیریں اور تلخ تجربات ہیں تو وہیں دوسری جانب خداوندقدوس کے اشرف المخلوقات انسان کے حقیقی وقار کے مطابق روشن مستقبل کے لئے بے شمار مواقع، جس کا وہ حقدار ہے ہمارے سامنے موجود ہیں۔

گذشتہ صدی میں سب سے اہم مسائل غیر انسانی اور نازیبا خیالات وتصورات کے ساتھ ساتھ ناجائز اور انسانیت مخالف نظم سے پیدا ہوئے۔ بین الاقوامی سطح پر غیر جمہوری اور ناقص نظم ونسق کے تحت اقتصادی اور سیاسی حکمت عملی تیار کرنے والے مراکز ان مسائل کا بنیادی سبب ہیں جن سے آج دنیا کے لوگ دوچار ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں فراخدلانہ سرمایہ داری اور کثیر ملکی کمپنیوں نے بے شمار مرد وزن اور بچوں کی زندگیاں متاثر کی ہیں۔ یہاں تک کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ امن کی دہائی دیئے جانے کے باوجود یہاں اس صدی کی پہلی دہائی بھی جنگ و جدل، حملوں، قتل وغارت گری، خبط، افلاس اور ماحولیاتی خطرے کے سائے میں گزری۔ اب ناجائز اور غیر جمہوری نظام کو جائز اور کشادہ نظام میں تبدیل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں انسانیت اور شفافیت کے ایسے نظام کی ضرورت ہے جس کے تحت انسانی حقوق محفوظ ہوں اور دیرپا امن قائم رہے۔

جدید نظام کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔

جہاں تک میرا خیال ہے نئی صدی میں حقیقی انسانیت اور روحانی طریقے سے سوچنے کی راہ دوبارہ اختیار کر لینی چاہئے یہی تحقیق کائنات اور شفاف نظام کا مقصد ہے۔ غور وخوض کا یہ طریقہ جو کہ حقیقی انسانی یکجہتی اور انصاف پر مبنی ہے دراصل ایسا آفاقی اور شفاف طریقہ فکر ہے جس سے نوع انسان کے روحانی تفاعل شگفتہ ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ فکر خودغرضی، غیر ضروری امید، حسد سے پاک ہوتا ہے اور انسان کو خوشگوار سماجی زندگی کی جانب گامزن کرتا ہے اور اسے اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی تعلقات کو استوار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

دریں اثناء روحانی طریقہ فکر سے اخذ کئے گئے سچے اور جائز نظام سے معاشرے میں انصاف، اخوت اور تحفظ کی ضمانت ملتی ہے۔ دوسرے کے مقابلے میں اپنی شناخت کے بعد نوعِ انسان اور ممالک اپنی خواہشات کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ پرخلوص اور جائز تعاون سے یکجہتی حاصل کرتے ہیں۔

☆ جو لوگ اپنے غصے اور اپنے عادات واطوار پر قابو نہیں رکھتے داخلی طور پر انصاف تک ان کی رسائی نہیں ہوتی۔

☆ جو لوگ دوسروں کے لئے محبت نہیں رکھتے، دوسروں کے حقوق سلب کرتے ہیں، قتل عام کراتے ہیں اور جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں وہ کبھی اوپر نہیں اٹھتے اور اس سے انھیں

صدمہ پہنچتا ہے۔

☆ اور وہ لوگ جو صرف اپنے مفادات کے بارے میں سوچتے ہیں اور مادی و شخصی دائرے میں محدود ہو کر محفوظ ہوتے ہیں وہ انصاف نہیں کر سکتے اور دوسرے لوگوں کے لئے خوشحالی نہیں لا سکتے۔

☆ دنیا اور اہم طاقتور مراکز میں نیا نظام قائم کرنے کے لئے تیسرا ملینیم نئی کوششوں کے ساتھ شروع ہونا چاہئے۔

☆ اب سرمایہ دارانہ وامتیازی نظام اور استعماری تصورات ناکام ہو چکے ہیں، ختم ہو گئے ہیں۔ منصفانہ نظام قائم کرنے کے لئے خوشگوار تعاون سے مشترکہ شراکت داری ضرورت بن گئی ہے۔

☆ راحت، بہبود، دوستی، امن اور تحفظ کی دنیا پیدا کرنے کے لئے دنیا میں طاقت کے اہم مراکز پر سب کو مل جل کر بہترین نظام کی راہ پر گامزن ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب اقوام متحدہ کی دوسری دہائی کی مجوزہ تجویز ''دنیا کی مشترکہ نظام دہائی'' کی بنیاد پر تمام ممالک سرگرم اور مسلسل شراکت داری کریں۔ میں تمام سربراہوں، دانشوروں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپسی میل جول اور باہمی غور و خوض کے توسط سے اس شاندار منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بنی نوع انسان کے تابناک مستقبل کے لئے بنیادی اصول ہے جس کا اللہ، انبیاؑ اور خدا کے نیک بندوں نے وعدہ کیا ہے۔ یہ بات اس وقت سمجھ میں آئے گی جب اس وقت کے پیغمبرؐ اور عیسیٰؑ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ آیئے ہم سب تیسرے ملینیم کو اچھائی کے ملینیم کے طور پر منائیں جہاں انصاف کا نظم ہو اور پوری دنیا میں محبت کے ساتھ بقائے باہم کی فضا قائم ہو جائے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے۔

شکریہ

خدا حافظ

(بشکریہ روزنامہ 'راشٹریہ سہارا' (اردو) ۱۱رفروری ۲۰۱۱ء)



بقیہ۔۔۔۔۔ جہادِ مختارؑ

روساء اہل کوفہ ساتھ تھے۔ اس لئے خود کوفہ کے بہت سے لوگ جو دبے ہوئے تھے وہ بھی ان کا ساتھ دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ نیز مختارؑ کے خلاف ایک طبقہ وارانہ سوال عرب اور غیر عرب کا اٹھا دیا گیا تھا اور یہ کہہ کر کہ مختارؑ نے عجمیوں کو عربوں پر مسلط کر دیا، تمام عربوں کے جذبات کو مختارؑ کے خلاف بھڑکا دیا گیا۔[1] تاہم مختار نے اپنے پاس کے لشکر کے ساتھ کئی دن بڑی بہادری کے ساتھ مصعب سے جنگ کی جس کے دوران میں ان کے ساتھ کے کئی ممتاز سردار جیسے حمر بن شمیط اور عبداللہ بن کامل وغیرہ شہید ہو گئے۔ اس جنگ میں فوج مخالف میں سے بھی ایک شخص جو دشمنان اہلبیت میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ یعنی محمد ابن اشعث قتل ہوا۔[2]

آخر الامر مختارؑ کے تمام باوفا ساتھی شہید، عوام الناس منتشر، اور وہ خود قلعہ کے اندر محصور ہو گئے۔ پھر چند جاں بازوں کے ساتھ نکل کر انہوں نے آخری بار بڑی پامردی سے جنگ کی اور عین معرکہ جنگ میں ۱۴رماہِ رمضان ۶۷ھ کو سرسٹھ برس کی عمر میں جان اپنی جان آفریں کے سپرد کی۔[3]

عداوت اور قساوت کی حد یہ تھی کہ ان کے بعد ان کی بیوی عمرہ بنت نعمان بن بشیر انصاری کو بھی جنھوں نے مختارؑ کو برا کہنے سے انکار کیا مجمع عام میں قتل کیا گیا۔[4] یقیناً خوش قسمت ہے وہ انسان جو مشیت کے کسی مقصد کی تکمیل کا ذریعہ بنے۔ مختارؑ ان ہی خوش قسمت انسانوں میں تھے، ان کی ذات کے ساتھ قدرت نے اپنا ایک عملی نظام وابستہ کیا تھا اور اس نظام کی تکمیل کے ساتھ ان کی زندگی بھی ختم ہو گئی۔ اب وہ ختم نہیں ہو گی بلکہ جاودانی طور پر باقی ہے۔

''ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما''

(۱) اخبار الطوال، ص ۲۹۵ (۲) طبری، ج ۷ ص ۱۴۹-۱۴۸ (۳) طبری، ج ۷-۱۶۱-۱۵۵ (۴) طبری، ص ۱۵۸ / اخبار الطوال، ص ۲۰۰